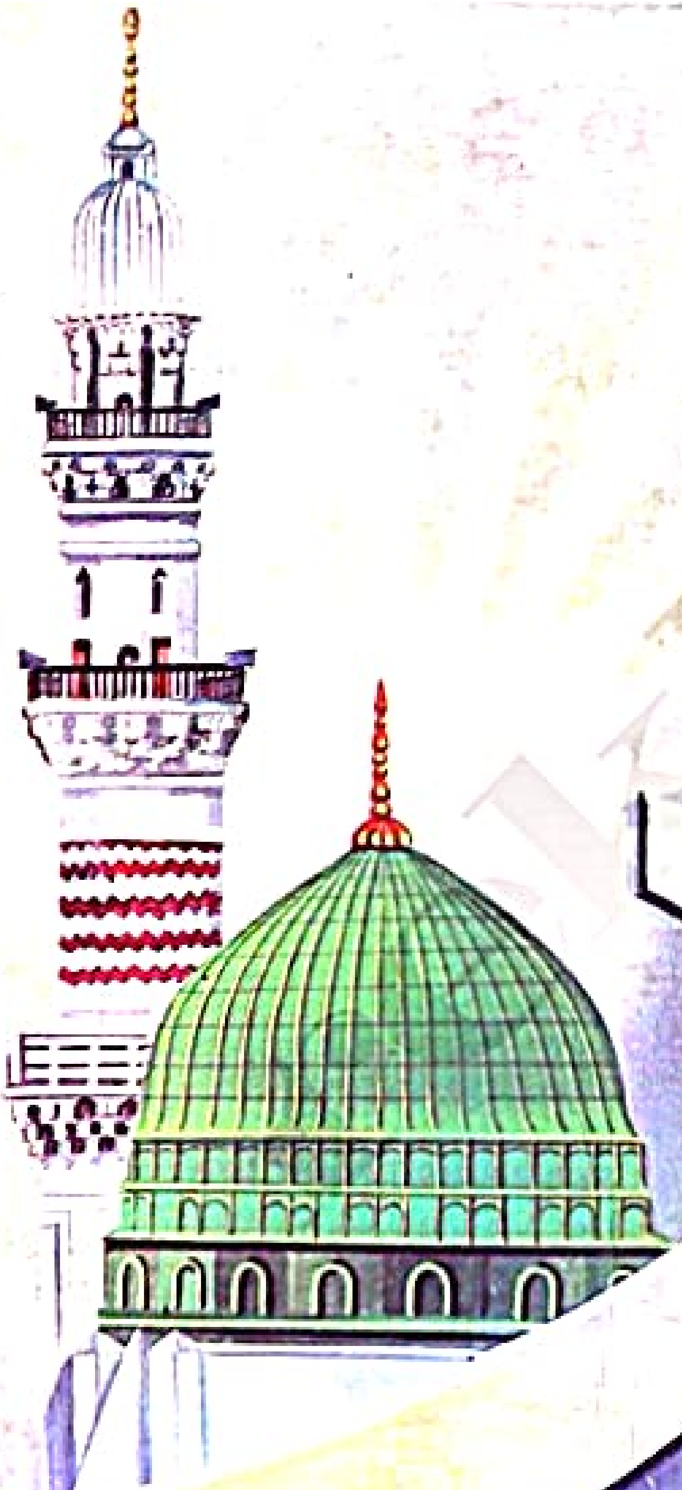


اوج

نعت نمبر 2

گورنمنٹ کالج شاہدرہ، لاہور

اوج

علمی و ادبی مجلہ

نعت نمبر

جلد دوم

۱۹۹۲-۹۳ء

گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور

سرپرست

پروفیسر میاں مقبول احمد (پرنسپل)

ترتیب و تدوین

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی (مدیر اعلیٰ)

معاونین

محمد ریاض (مدیر) علی احمد (نائب مدیر)

فارسی ادب میں نعت گوئی

پروفیسر سید خورشید حسین بخاری

فارسی زبان و ادب میں نعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے پایاں ذخیرہ موجود ہے۔ تاہم یہ امر حیران کن ہے کہ ظہور اسلام کے بعد پہلی تین صدیوں تک ایران میں نعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ زیادہ حصہ نظر نہیں آتا۔ اس دور میں نعت کے ایک ایک دو دو شعر کسی شاعر کے کلام میں نظر آ جاتے ہیں۔ ابو عبداللہ رودکی' فردوسی' عنصری رازی اور اسدی طوسی ایسے ہی شعراء کی صف میں شامل ہیں۔ ادبیات فارسی کے نقاد اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ کسائی مروزی (۳۹۱ھ / ۱۰۰۰ء) پہلا شاعر ہے جس کے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' ائمہ کرام اور اہم بیت اطہار کی تعریف میں شعر ملتے ہیں۔ لیکن کسی نقاد نے کسائی مروزی کے کلام سے کوئی شعر بطور سند نہیں دیا۔ دور غزنوی کے معروف شاعر مسعود سعد سلمان (م ۴۴۴ھ / ۱۰۵۲ء) کے دیوان میں ایک نعتیہ رباعی ملتی ہے۔

آن زبانی کہ مدح شاہان گفت مدح حضرت خدامت کنون
لہجہ بر نوای خوش نعت بلبل باغ مصطفیٰ ست کنون

حقیقت یہ ہے کہ فارسی میں نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز فخر الدین اسعد گورگانی (م ۴۴۶ھ / ۱۰۵۴ء) کی مثنوی "ویس و رامین" (نوشتہ ۴۴۶ھ / ۱۰۵۴ء) سے ہوا۔ اس کے بعد فارسی مثنوی کی یہ روایت بن گئی کہ قصہ کے آغاز سے پہلے حمد و مناجات' نعت پاک اور پھر قصہ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ اسعد کی زبان سادہ اور رواں ہے۔ ذبیح اللہ صفا کے مطابق اس کے یہاں جدت مضامین کے ساتھ ساتھ تشبیہات و استعارات بھی بکثرت ملتے ہیں۔ لیکن ان میں حسن اور زیبائی ہے۔ یہ پڑھنے والے یا سننے والے کو گراں نہیں گزرتے بلکہ یہ فارسی ادب میں ایک جدت کے حامل ہیں۔ اسعد کا ایک معاصر ابوالفرج رونی (م ۴۹۰ھ / ۱۰۹۷ء) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کہتے ہوئے الفاظ بھی ایسے استعمال کرتا ہے جس میں صوتی لحاظ سے ایک رعب ہے۔ یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری شخصیت کو دل آویز الفاظ میں ہمارے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔

چھٹی صدی ہجری اور ساتویں صدی ہجری' سرزمین ایران کے لئے خوشگوار زمانہ نہیں۔ اس دور میں ایران میں سیاسی افراتفری رہی۔ حکومتیں آئے دن بنتی اور بگڑتی تھیں۔ اسی دور میں فتنہ مغول نے ایران کی سرزمین کو تہ و بالا کیا۔ ایسے عالم میں شعرا دنیاوی درباروں سے مایوس ہوئے اور کائنات کے سب سے بڑے دربار یعنی دربار رسالت سے اپنے آپ کو وابستہ کرنے میں عافیت سمجھی۔ اگرچہ اس دور میں ہمیں ایسے شعراء تو نظر نہیں آتے جنہوں نے صرف اور صرف نعت گوئی کو صنف شعر کے طور پر اختیار کیا ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ انہوں نے نعت کو اپنے کلام کا طراز عنوان ضرور بنایا۔ ان میں سے بعض شعراء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں اپنا اور قوم کا استغاثہ پیش کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے استمداد کیا۔ ان شعراء میں سنائی (م ۵۳۵ھ / ۱۱۴۰ء) سرفہرست ہے۔ انہوں نے اپنے کلام سے اپنے بعد آنے والے شعرا کو متاثر کیا اور آج بھی یہ اثرات بہت نمایاں ہیں۔ سنائی کی متصوفانہ طبیعت نے انہیں

نعت گوئی کی طرف مائل کیا۔ اس دور میں شیخ ابو نصر احمد جام (ژندہ پیل (م ۵۳۶ھ / ۱۱۴۲ء)' عمر خیام (۵۳۶ھ / ۱۱۴۲ء)' ابو نصر ظہیر فاریابی (م ۵۵۸ھ / ۱۱۶۳ء)' سید عبدالقادر جیلانی معروف بہ غوث پاک (م ۵۶۱ھ / ۱۱۶۶ء)' شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۵۸۷ھ / ۱۱۹۱ء)' انوری (۵۸۷ھ / ۱۱۹۱ء)' جمال الدین محمدؒ بن عبدالرزاق اصفہانی (م ۵۸۸ھ / ۱۱۹۲ء)' افضل الدین بدیل خاقانی (م ۵۹۵ھ / ۱۱۹۹ء)' نظامی گنجوی (م ۶۱۴ھ / ۱۲۱۷ء)' شیخ فرید الدین عطار (م ۶۲۷ھ / ۱۲۳۰ء)' اوحد الدین کرمانی (م ۵۳۵ھ / ۱۲۳۷ء) خلاق المعانی کمال الدین اسماعیل (م ۶۳۵ھ / ۱۲۳۸ء)' مولانا جلال الدین رومی (م ۶۷۲ھ / ۱۲۷۳ء) سعدی شیرازی (م ۶۹۰ھ / ۱۲۹۱ء) ایسے شعرا ہیں' جن میں سے بیشتر کا تعلق قصیدہ گوئی سے ہے اور وہ حکمرانان وقت کے درباروں سے وابستہ بھی رہے۔ مگر انہوں نے نعت میں بھی جوہر دکھائے ہیں چنانچہ فصاحت و بلاغت اور ایجاز و اختصار کے لحاظ سے سعدی کا یہ شعر زبان زد عام ہے۔

خلاف پیمبرؐ کسی راہ گزید   کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

غزل کی طرح سعدی نے نعت کے میدان کو بھی بہت وسیع کر دیا۔

ان شعرا نے یوں تو اپنی نعت میں خصائل و شمائل نبوی' اسوۂ حسنہ' معجزات نبوی کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن بعض شعراء نے اپنا اور اپنی قوم کا استغاثہ نعت کی صورت میں بارگاہ نبوی میں پیش کیا ہے۔ مثلاً" نظامی گنجوی کے یہ اشعار دیکھئے۔

یا رسول اللہ بسی درماندہ ام   باد بر کف خاک برسر ماندہ ام
بیکساں را کس توی در ہر نفس   من ندارم در دو عالم جز تو کس
یک نظر سوی من غمزار کن   چارہ کار من بیچارہ کن
گرچہ ضائع کردہ ام عمر از گناہ   توبہ کردم عذر من از حق بخواہ
حاجتم ایں است ای عالی گہر   کز سر فضلی کنی در من نظر
از گنہ رویم نگردانی سیاہ   حق ہمتای من داری نگاہ
طفل راہ تو منم غرقہ شدہ   گرد من آب سیہ حلقہ زدہ
چشم آن دارم کزین آب سیاہ   دست من گیری و باز آری براہ

اسی دور میں برصغیر پاک و ہند میں صوفیائے کرام نے اپنے کلام کو نعت کے لئے وقف کیا۔ ان کے کلام کا بیشتر حصہ نعت پر مشتمل ہے۔ ایسے صوفیا میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (م ۶۳۳ھ / ۱۲۳۵ء)' شیخ فخرالدین ابراہیم عراقی (م ۶۸۸ھ / ۱۲۸۹ء) علاؤالدین علی احمدؒ صابر کلیری (م ۶۹۰ھ / ۱۲۹۱ء) کے نام نمایاں ہیں۔ ان صوفیا کے دواوین عشق الٰہی' محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معمور ہیں۔ ان حضرات کے کلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے' آپ کی دوسرے انبیاء پر فضیلت اور آپؐ کے معجزات کا بیان پایا جاتا ہے۔ نعت میں قرآنی حوالے اس پر مستزاد ہیں۔ برصغیر کے شعراء میں اسی دور کا ایک شاعر عمید لویکی (م ۶۷۵ھ / ۱۲۷۶ء) ہے۔ یہ قصیدہ گو شاعر سلطان ناصرالدین محمود (م ۶۶۴ھ / ۱۲۶۶ء) اور سلطان غیاث الدین بلبن (م ۶۸۶ھ / ۱۲۸۷ء) کے درباروں سے منسلک رہا۔ عمر کے آخری حصے میں اس

نے قصیدہ گوئی کی طرف توجہ دی۔ اس کے دیوان کا بیشتر حاصل ضائع ہو چکا ہے۔ تاہم دستیاب دیوان میں اڑتیس نعتیں ملتی ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی بہت سی نعتیں ضائع ہو گئی ہوں گی۔ اس طرح ساتویں صدی ہجری تک کے شعراء میں وہ پہلا شاعر ہے۔ جس نے اتنی تعداد میں نعتیں لکھی ہیں۔ نعتوں کی یہ تعداد اس کے خلوص اور صداقت کا پتہ دیتی ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے ساتھ اس کی والہانہ محبت کی انمٹ نشانی ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ نعت کے چند اشعار کی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کیا وقعت ہے۔ گویا وہ نعت گوئی میں اپنے عجز بیان کا اظہار یوں کر رہا ہے۔

یا رسول اللہ چنانک آن آستان را در خورد   این سخن در مدح توئی آن چنان آمد پدید
اگر کسی عمر موبد خواہد ز نظم سخن   پس مرا زین نعت عمر جاوداں آمد پدید
نی چہ خیزد زین دوسہ حرفم کہ در ہر دفتری   از ثنایت داستان بر داستان آمد پدید

برصغیر پاک و ہند میں اسی دور میں ایک سر برآوردہ نام مولانا شہاب الدین ممرہ بدایونی (م ۷۰۲ھ / ۱۳۰۳ء) کا ہے۔ اس کی شاعرانہ عظمت کے پیش نظر ذبیح اللہ صفا نے اس کا تذکرہ اپنی "تاریخ ادبیات در ایران" میں کیا ہے۔ اس کے نعتیہ کلام میں عذوبت بیان کے ساتھ احترام و عقیدت کے جذبات ملتے ہیں۔

آٹھویں صدی ہجری میں ایران اور برصغیر پاک و ہند میں ایسے شعراء کے نام ملتے ہیں جنھوں نے فارسی ادب میں دائمی نقوش چھوڑے ہیں۔ خواجہ ہمام تبریزی (م ۷۱۳ھ / ۱۳۱۳ء) کی نعت کے اس شعر کو کون فراموش کر سکتا ہے۔

ہزار بار بشستم دہن مشک و گلاب   ہنوز نام تو بردن مرا نمی شاید

خواجہ بو علی قلندر (م ۷۲۴ھ / ۱۳۲۴ء) کا تعلق تصوف سے ہے۔ ان کا دیوان "مفتاح الغیب" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ اس دیوان میں کوئی ایسی نظم تو نہیں ہے جس باقاعدہ نعت کہہ سکیں تاہم متعدد غزلیں نعتیہ انداز میں لکھی گئی ہیں۔ مثلاً ان کی یہ نعت بہت مشہور ہے۔

ای ثنایت رحمۃ للعالمین   یک گدای فیض تو روح الامین

برصغیر میں خواجہ نظام الدین اولیا (م ۷۲۵ھ / ۱۳۲۵ء)، امیر خسرو (م ۷۲۵ھ / ۱۳۲۵ء)، حسن سجزی (م ۷۳۸ھ / ۱۳۳۷ء) شعر اور تصوف میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کے کلام میں نعت کا وافر حصہ ہے۔ امیر خسرو کی مثنویوں میں نعت کا اہتمام موجود ہے۔ امیر خسرو کے یہاں نعت خوبصورت تراکیب، الفاظ کی عمدہ دروبست اور معانی کے موتیوں سے عبارت ہے۔ قرآنی آیات ان اشعار کو آبدار بناتی ہیں۔ وہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس قدر سرشار ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق نہ رکھنے والے کے سائے کو بھی اپنے قریب آنے نہیں دینا چاہتے۔

ہر کہ از مصطفیٰ ندارد نور   سایہ اش دور باد از ما دور

حسن سجزی اپنے نعتیہ کلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ، کمالات و صفات اور معجزات کو بیان

کرتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجہ کائنات ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک راہ کو سرمہ بنا لینا چاہتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو نعت لکھنے میں قاصر سمجھتا ہے۔ اس لئے اپنی کوتاہیوں کی معافی اس طرح مانگتا ہے۔

اے سزا وار صد چنین مدحت　　　　عفو کن ہر چہ نا سزا گفتم

آٹھویں صدی ہجری میں ہی دو نا۔ذ روزگار شعراء نے اپنے کمال فن کو نعت کے لئے استعمال کیا۔ ان میں ایک یعنی کیچ مکران کے ایک حاکم حمید الدین حاکم (م ۷۳۷ھ / ۱۳۳۶ء) نے دنیا ترک کر کے دین کی راہ اپنائی۔ تصوف کے حلقے میں آ کر نام پیدا کیا۔ ان کے دیوان میں نو نعتیں ہیں۔ نعتیں کیا ہیں' شاعر نے اپنے دل کے ٹکڑے قرطاس پر بکھیرے دیے ہیں۔ یہ نعتیں کافی طویل ہیں۔ تین نعتیں صنعت توشیح میں ہیں۔ حمید الدین حاکم پہلے شاعر ہیں جنھوں نے صفت توشیح میں نعت لکھی ہیں۔ دوسرا شاعر یعنی بدر چاچ (م ۷۴۶ھ / ۱۳۴۵ء) سلطان محمدؐ تغلق کے دربار سے وابستہ تھا۔ سلطان نے اسے فخر الزمان کا خطاب دیا تھا۔ اس کے قصائد کے مجموعے میں حمد و نعت بھی ہے۔ اس کی نعت نئے اور نادر تجربہ کی حامل ہیں۔ جو اس سے پہلے یا اس کے بعد دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس کی ندرت یہ ہے کہ اس نے ایک نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوائی ہے۔ اس نے اپنی دوسری نعتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہنشاہ بحر و بر اور جمال جہاں آرا کہا ہے۔

خواجہ کرمانی (م ۷۵۰ھ / ۱۳۴۹ء) نے ؑ امی گنجوی کی نعتوں کا جواب لکھا ہے۔ اپنی ان مثنویوں میں اس نے نعت کی روایت برقرار رکھی ہے۔ اس نے قرآنی آیات اور احادیث نبوی سے عام استفادہ کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود سلام بھیجا ہے۔ وہ نعتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خزانے کی کنجی' درج خلیل کے موتی' امام ہدیٰ' سید الانبیاء اور پناہ رسل اور کن فکاں ایسے القاب سے یاد کرتا ہے۔ اور بارگاہ رسالت میں اپنی التجا کے لئے دعا کرتا ہے۔

بلبل بوستان شرع' اختر آسمان دین　　　　کوکب دری زمین' دری کوکب سما
تاج دہ پیمبران' باج ستان قیصران　　　　کارکشائی مرسلین' راہنمائی انبیاء
ہستی امام کن فکاں مقصد حرف و کاف و نون　　　　برق رو براق ران' خاکی عرش متکا
دست عنایتی کہ ما' مفتقریم و تنگ دست　　　　خوان شفاعتی' کہ ما' مشتہیم و ناشتا

مولانا ضیاء الدین نخشی (م ۷۵۱ھ / ۱۳۵۰ء) ہندوستان کے صوفیا میں ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ ان کے دیوان میں دستیاب نعتوں میں بے ساختہ پن پایا جاتا ہے۔ عماد فقیہ کرمانی (م ۷۵۳ھ / ۱۳۷۲ء) کی نعتوں میں اس کے قصیدوں کی طرح کی صفائی' روانی اور تراکیب کی چستی موجود ہے۔ قصیدوں کی طرح نعت میں بھی صنائع بدائع سے کام لیتا ہے۔ آیات قرآنی اور احادیث نبوی کا استعمال بڑی خوبی سے کرتا ہے۔ اسی دور کے سید علی ہمدانی (م ۷۸۶ھ / ۱۳۸۶ء) کی زندگی تصوف میں بسر ہوئی۔ ان کے نعتیہ کلام میں ایک سچے مسلمان کی دھڑکنیں موج زن ہیں۔ اسی دور کے ایک شاعر حافظ شیرازی (م ۷۹۱ھ / ۱۳۸۹ء) "لسان الغیب" کے لقب میں معروف ہیں۔ غزل میں ان کا بڑا نام ہے۔ لیکن ان کے کلام میں نعت ہے نہ نعتیہ غزل' البتہ ایک آدھ نعتیہ شعر ضرور بن جاتا ہے۔ مثلاً"

نگار من کہ مکتب نہ رفت و خط ننوشت   بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

ابن عماد شیرازی (م ۸۰۰ھ / ۱۳۹۸ء)' شاہ نعمت اللہ ولی (م ۸۲۸ھ / ۱۴۲۵ء)' مولانا عبدالرحمان جامی (م ۸۳۸ھ / ۱۴۳۵ء)' شرف الدین بخاری (م ۸۵۸ھ / ۱۴۵۴ء)' مسعود قمی (م ۸۹۰ھ / ۱۴۸۵ء) کے کلام کی شیرینی اور عذوبت بیان نے نویں صدی ہجری میں اقصائے عالم کو بھر دیا تھا۔ انہوں نے دیگر اصناف سخن کے علاوہ نعت میں بھی گلہائے نو بہار کا جلوہ دکھایا ہے۔ یہ زمانہ قدرے عافیت کا زمانہ ہے۔ ملک میں امن و چین ہے۔ حکومت مستحکم ہے اس لئے اس دور کی نعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں استغاثہ کی وہ کیفیت تو نظر نہیں آتی' جو نظامی یا سعدی کے ہاں دکھائی دیتی ہے۔ تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے قربت' اسوۂ رسولؐ سے اکتساب فیض اور آپ کی شفاعت کی خواہش ان شعراء کے کلام میں جلوہ گر ہے۔ جامی کا حسب ذیل شعر اسی امر کی عکاسی کرتا ہے۔

نسیما جانب بطحا گزر کن   ز احوالم محمدؐ راخبر کن

یہی کیفیت ہمیں دسویں صدی ہجری کے شعراء میں نظر آتی ہے۔

یا رسول اللہ شفاعت از تو می دارم امید   باوجود صد ہزاراں جرم در روز حساب
درخیال من نمی گنجد تمنائی بہشت   دارم از قلت امید رستگاری از عذاب

مولانا معین الدین معینی (م ۹۰۷ھ / ۱۵۰۲ء)

چو ہر سو چشم رحمت افگنی از گوشہ چشم   "بفانی" بین کہ او ہم چشم دارد یک نگاہت را

میر علی شیر نوائی "فانی" (م ۹۰۶ھ / ۱۵۰۲ء)

ای واقف راز آسمانی' دل تو   وی کاشف اسرار نہانی' دل تو
با سوختہ تشنہ لبی رحم! کہ ہست   سر چشمہ آب زندگانی' دل تو

بیرم خان (م ۹۶۷ھ / ۱۵۶۱ء)

"ہاشمی" از کثرت خود پاک شو   در قدم آل نبی خاک شو

محمد ہاشم جہانگیر ہاشمی (م ۹۷۳ھ / ۱۵۶۵ء)

یا نبی اللہ غلام تو ام   طالب دیوانہ کام تو ام
خوش دلم زانم کہ شفیعم رسول   ہست بدرگاہ الٰہی قبول
بر من مسکین نظر خویش کن   از دوجہان تارک درویش کن
ای دل من راہ نبی پیش   زود برو خدمت اقدام پیش

شاہ موسیٰ ابوالمکارم (مدفن قبولہ شریف' پاکستان) (م ۹۸۵ / ۱۰۷۷)

در آتشیم چو "وحشی" ز سوز سینہ ولی   چو ہست قطرہ فشاں ابر رحمت تو' چہ باک

سحاب لطف بباران بما سیہ کاران   کہ حرف نامہ عصیان ما بشوید پاک

کمال الدین وحشی بافقی کرمانی (م ۹۹۱ھ / ۱۵۸۳ء)

یا مالک الامم کہ بدعوی بندگیت   بنوشتہ از مبالغہ صد محضر آفتاب
آن ذرہ است "محتشم" اندر پناہ تو   کاویختہ بدست توسل در آفتاب
عل بدا-حش بسرا افگن کہ ذرہ را   رہ گم شود گرش نبود رہبر آفتاب

محتشم کاشی ۹۹۶ھ / ۱۵۸۸ء)

فغانی شیرازی (م ۹۲۵ھ / ۱۵۱۹ء) بنیادی طور پر غزل گو شاعر ہے۔ چنانچہ نعت کہتے ہوئے غزل کی خوبیاں اس کے نعتیہ کلام میں بھی آ جاتی ہیں۔ اس کے برعکس جمال الدین خاں کنبوہ جمالی دہلوی (م ۹۴۲ھ / ۱۵۳۵ء) مثنوی گو ہے۔ اگرچہ اس کی تمام مثنویوں کے آغاز میں نعت موجود ہے۔ اس کے باوجود وہ کہتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک کہتا ہے تو کوئی بندہ خاکی کیسے نعت کہہ سکتا ہے۔

میان امت از ہیچ ہیچم   چہ باشم من کہ در نعت تو پیچم
چو نعتت می سراید ایزد پاک   چہ باشد' در صفات' زہرہ خاک

غالباً" مرزا غالب نے بھی "جمالی" کے اسی شعر سے یہ خیال اخذ کیا ہے' جب وہ کہتا ہے۔

"غالب" ثنای خواجہ بہ یزداں گذاشتیم   کان ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است

اسی دور میں فارسی ادب میں محمدؐ عرفی شیرازی (م ۹۹۹ھ / ۱۵۹۱ء کی شخصیت ابھرتی ہے وہ اگرچہ قصیدہ گوئی کے لئے مشہور ہے لیکن نعت گوئی میں بھی پیچھے نہیں رہا۔ اس کے نعتیہ قصیدوں سے نعت گوئی کے اصول وضع کئے جا سکتے ہیں تاہم وہ نعت گوئی میں احتیاط کا قائل ہے اور کہتا ہے:

"عرفی" مشتاب این رہ نعت است نہ صحرا است   آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را
ہشدار کہ نتوان بیک آہنگ سرودن   نعت شہ کونین و مدح کی و جم را

دسویں صدی ہجری کے آخری دہے اور گیارہویں صدی ہجری کے پہلے عشرے میں برصغیر پاک و ہند شعرا کا مرکز بن گیا تھا۔ سرزمین ایران سے بھی شعرا نقل مکانی کر کے برصغیر میں آنے لگے تھے۔ چنانچہ گیارہویں صدی ہجری میں ایران میں کوئی قابل ذکر شاعر نہیں ملتا۔ البتہ برصغیر میں نظیری' ابو طالب کلیم' طالب آملی' مرزا صائب وغیرہ ایسے شعرا تھے جو ایران سے آئے تھے۔ ان شعرا کے فکر و فن کی پختگی سے کسے انکار ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں ایران کے برعکس برصغیر میں نعت گوؤں کی تعداد قابل ذکر ہے۔ ان میں وہ شعراء بھی شامل ہیں جو درباروں سے وابستہ رہے اور وہ بھی ہیں جنہوں نے تصوف کے دائرے سے باہر قدم نہ نکالا اور ان کی خانقاہیں مرجع خلائق بنی رہیں اور وہ بھی ہیں جن کا تعلق شاہی خاندان سے تھا۔ ابوالفیض فیضی (م ۱۰۰۴ھ / ۱۵۹۶ء) خواجہ باقی باللہ قدس سرہ (م ۱۰۱۲ھ / ۱۶۰۳ء)' محمود دلاہوری (م ۱۰۱۵ھ /

۱۶۰۹ء) آصف جاہ (م ۱۰۲۱ھ / ۱۶۱۳ء) محمد حسین نظیری (۱۰۲۳ھ / ۱۶۱۴ء)' ظہوری ترشیزی (۱۰۲۵ھ / ۱۶۱۶ء) اور اکی ریگاری سندھی (۱۰۲۵ھ / ۱۶۱۶ء) طالب آملی (۱۰۳۵ھ / ۱۶۲۶ء)' مکتبی شیرازی (م ۱۰۴۲ھ / ۱۶۳۳ء) میرزا جلال امیر اصفہانی (۱۰۴۹ھ / ۱۶۳۹ء)' شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء)' ملا منیر لاہوری (م ۱۰۵۴ھ / ۱۶۴۴ء)' حاجی جان محمد قدسی (م ۱۰۵۶ھ / ۱۶۴۶ء) ابو طالب کلیم ہمدانی (م ۱۰۶۱ھ / ۱۶۵۱ء)' مرزا محمد علی صائب (م ۱۰۶۱ھ / ۱۶۵۱ء)' زیب النساء "مخفی" (م ۱۰۸۰ھ / ۱۶۶۹ء)' ملا محمد محسن فانی کشمیری (م ۱۰۸۱ھ / ۱۶۷۱ء) اور مسیحا پانی پتی (م گیارہویں صدی ہجری / ۱۷ ویں صدی ہجری) ایسے ہی شعرا کی صف میں کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ ابو الفیض فیضی نعت کے میدان میں بالکل مختلف نظر آتا ہے۔ اس کی عقیدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے:

بر دانش ما انجم و افلاک بخندند   گر صاحب "لولاک لما" را نشناسیم

ان تمام شعرا کے موضوعات یہ ہیں: نور محمدی' شمائل و خصائل اور معجزات نبویؐ' احادیث مبارکہ' آپؐ کی حضرت آدم علیہ السلام سے تقدیم' آپؐ کا سایہ نہ ہونا' آپؐ کا انسان کامل ہونا' ختم نبوت۔

چونکہ اس دور کے بیشتر شعرا کا تعلق قصیدہ گوئی اور غزل گوئی سے رہا اس لئے ان کے نعتیہ کلام میں بھی قصیدہ گوئی اور غزل گوئی کی کیفیات اور خوبیاں پائی جاتی ہیں لیکن چونکہ معاملہ ذات نبویؐ کا ہے اس لئے کسی شاعر کے کلام میں مبالغہ آرائی نہیں ہے۔ دوسرے شعرا کے مقابلے میں اس دور میں جس شاعر کو نعت گو کی حیثیت سے شہرت ملی اور جس کی نعت آفاقی شہرت کی حامل ہے' وہ ہے' "محمد جان قدسی" اس کی نعت کا مطلع ہے:

مرحبا سید مکی مدنی العربی   دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اور سعد اللہ مسیحا پانی پتی تو وہی بات کہتا ہے جو "جمالی" نے کہی کہ:

خدا نعت محمدؐ داند و بس   نیاید کار یزداں از دگر کس

بارہویں صدی ہجری میں سرزمین ایران میں دو قابل ذکر شعرا کے علاوہ کوئی شاعر نظر نہیں آتا۔ مثلاً" میر سید علی مشتاق اصفہانی (م ۱۱۷۱ھ / ۱۷۵۸ء)' شیخ محمدؐ علی حزیں (۱۱۸۰ھ / ۱۷۶۶ء) موخر الذکر بھی ایران سے نقل مکانی کر کے برصغیر پاک و ہند میں آ گئے تھے۔ اول الذکر نے سبک عراقی کو از سر نو زندہ کیا۔ غزل خوب کہی تاہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نعتیہ قصیدے بھی خوب کہے۔ خود کہتا ہے:

منت برای رزق ز دونان چرا کشم؟   گیرم کہ کاست جانم و افزود قالبم

موخر الذکر یعنی شیخ محمد علی حزیں بھی سبک ہندی کو پسند نہ کرتے تھے۔ ان کی نعتیں ان کے احساسات قلبی کی یادگار ہیں۔ ان دو شعرا کے علاوہ برصغیر پاک و ہند میں ایک کثیر تعداد نے نعت لکھی ہے۔ ان شعرا میں وہ بھی ہیں جنھوں نے فارسی کے علاوہ اردو زبان میں بھی شعر کہے' وہ بھی ہیں جو دربار سے تعلق رکھتے تھے ہیں' وہ بھی ہیں جنھوں نے عزلت کدے میں

زندگی کے دن گزار دیئے اور وہ بھی ہیں جن کا تعلق دین اسلام کے بجائے کسی دوسرے مذہب سے تھا۔ ایسے شعرا کی صف میں ہمیں نظر آتے : مرزا داراب بیگ جویا (م ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۶ء)، میر شمس اللہ فقیر دہلوی (م ۱۱۱۵ھ / ۱۷۰۳ء)، محمد اسلم "سالم" (م ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۷ء)، شیخ عبدالاحد المتخلص بہ "وحدت" و گل (م ۱۱۲۶ھ / ۱۷۱۴ء)، مرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی (م ۱۱۳۳ھ / ۱۷۲۱ء)، لالہ سکھ راج "سبقت" (م ۱۱۳۷ھ / ۱۷۲۵ء)، ملا عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی (م ۱۱۴۰ھ / ۱۷۲۷ء)، فقیر اللہ "آفرین" (م ۱۱۵۴ھ / ۱۷۴۱ء)، محمد اکرم گنجابی (م ۱۱۵۸ھ / ۱۷۴۵ء)، محمد محسن ٹھٹھوی (م ۱۱۶۳ھ / ۱۷۵۰ء)، دلشاد پسروری (م ۱۱۹۰ھ / ۱۷۷۶ء)، مرزا مظہر جان جاناں (م ۱۱۹۳ھ / ۱۷۷۷ء)، واقف بٹالوی (م ۱۱۹۴ھ / ۱۷۸۱ء)، خواجہ میر درد (م ۱۱۹۹ھ / ۱۸۸۴ء)، ـــــ اس دور کے نعت گو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل و شمائل، ختم نبوت، عظمت انسانی اور بعثت نبوی، حضورؐ کے نور کی اولیت، اسوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مسئلہ حاضر و ناظر، اپنی غلطیوں کی معافی اور اپنے کردار پر شرمندگی پر زور دیتے ہیں۔

آن عالم جان و جان عالم   وان یوسف کاروان عالم
حق دادہ ز کبریاش مایہ   نتشادہ ازو بخاک سایہ

(میر شمس فقیر دہلوی)

شاید بدل شود بہوای مدینہ ات   از خلد ہر سحر ملک آرد نسیم را
ابر شفاعت، کہ ہمہ بحر رحمت است   تفسیر کردہ آئینہ عفو کریم را

(محمد اسلم "سالم")

ز مویش گر سخن در نامہ آرم   نخست از سنبل تر خامہ آرم
بہ نقش بال کثرت بستہ تقدیر   بفرقش نقش وحدت کردہ تحریر

(عبدالاحد "وحدت" و گل)

زبانی باسرار حق ترجمان   دہانی ز غیب ہویت نشان
ز فیض کف دست دریا گہر   ید اللہ بچشم یقین جلوہ گر
ز آئینہ ذرہ تا آفتاب   ز نور تماشای او کامیاب

(عبدالقادر بیدل)

رفیع المکان آسمان سیر زن   ز مشرق بمغرب در خیر زن
توی آن کہ ہر مردہ را جان ز تست   پی درد بیمار درمان ز تست
توی آن کہ سر در شفاعت زنی   جہان را صلای رعایت زنی

لالہ سکھ راج "سبقت"

مصطفا سر دفتر پیدائش است   مصطفا این صنع را آرائش است

مصطفا آن منبع خیر الکلام — مصطفا آن سرور خیر الانام
مصطفا باعث افلاک و زمین — مصطفا آن رحمت للعالمین
(عبدالحکیم عطا ٹھٹھوی)

محمد طلسم حقیقت نماست — چو لفظی که معنیش بی متناست
سر آغاز ایجاد ختم رسل — سر مقبلان قبله جز و کل
(فقیر اللہ آفرین)

پناه امتا ، عاجز نوازا — جهان را جان و جان را چاره سازا
نیارم گفت حال دل که چون است — دہن ہنگام گفتن زخم خون است
(محمد اکرم گنجاہی)

شد سایبان سحاب بفرقش که تا مباد — چون ابر آفتاب ز خجلت عرق کند
از تاب آفتاب رخش کفر محو شد — باطل چگونه جلوه ای در پیش حق کند
(محمد محسن ٹھٹھوی)

چون تو شگفت گل بدین رنگ — ای ختمی باغ آفرینش!
(دلشاد پسروری)

جان زنده گرد و از نفس دلنواز رو — هر کس که دم زند نفسی در هوای تو
(واقف بٹالوی)

آن ذات مقدس ست هر دم حاضر — برحال جهانیان بهر جا ناظر
دست من و دامان رسول و آلش — در هر دوجهان ست محمدؐ ناصر
(خواجہ میر درد)

تیرہویں صدی ہجری میں سرزمین ایران پر قاچاریوں کی مضبوط اور پرامن حکومت قائم تھی لیکن برصغیر پاک و ہند میں یہ زمانہ سیاسی افراتفری اور بے سکونی کا تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے کلکتہ سے باہر اپنے پاؤں پھیلانے شروع کر دیئے تھے۔ ۱۲۱۳ھ / ۱۷۹۹ء میں سلطان ٹیپو کی شہادت کے بعد اس کے عزائم بہت بڑھ گئے تھے۔ یہاں تک کہ اٹھاون سال کے بعد انہوں نے دہلی کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ٹیپو کی شہادت سے سقوط دہلی تک کے زمانے میں ملک میں پائیدار حکومت کبھی نہیں رہی۔ اس کمزوری سے انگریز نے فائدہ اٹھایا۔ اس صدی میں ایران میں حاجی ملا سلیمان صباحی بیدگلی (م ۱۲۱۸ھ / ۱۸۰۳ء)، حبیب اللہ قا آنی (م ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۴ء)، مرزا محمد داوری (م ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۸ء) کا طوطی بول رہا تھا۔ ان آوازوں میں حبیب اللہ قا آنی کی آواز بہت بلند اور قوی تھی۔ قا آنی قصیدہ گو شاعر کی حیثیت سے مشہور ہے۔ وہ نعتوں میں رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کی تمام صفات کا تذکرہ کرتا ہے۔ نئے اور زور دار القاب استعمال کرتا ہے۔ اس نے پرانے مضامین کو اس طرح ادا کیا ہے کہ بالکل نئے معلوم ہوتے ہیں۔

گر وجود او نداری ذات واجب را ظهور   تا ابد پنجه تقدیر بودی در حجاب
در همه عمر از وجود او خطای سر نه زد   زانکه بود افعال نیکویش سراسر وحی ناب

برصغیر پاک و ہند میں، بالخصوص پنجاب میں انگریزوں کے ظلم و ستم اور سکھوں کی یلغار نے عوام الناس میں ایک بے چینی اور افراتفری پیدا کر دی تھی۔ تاہم اس پر آشوب دور میں بھی فارسی ادب پھلتا پھولتا رہا اور غلام رکن الدین "مراد" (م ۱۲۱۵ھ / ۱۸۰۰ء)، میر عظیم الدین ٹھٹھوی (م ۱۲۳۰ھ / ۱۸۱۶ء)، میر تقی میر (م ۱۲۲۶ھ / ۱۸۰۸ء)، محمد اشرف (م ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء)، میر ضیاء الدین ضیاء ٹھٹھوی (م ۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۴ء)، منشی رائے موہن داس ملکانی (آنجہانی م ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء)، خالد کردی (م ۱۲۴۲ھ / ۱۸۲۷ء)، ولی محمد خاں لغاری (م ۱۲۴۷ھ / ۱۸۳۲ء)، قلندر شاہ لاہوری (م ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۲ء)، نیاز احمد بریلوی (م ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۵ء)، میر غلام علی مائل ٹھٹھوی (م ۱۲۵۱ھ / ۱۸۳۶ء)، سید غلام حسن شاہ امیر اللہ المعروف بہ حسن بہاری (م ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء)، حسن ملتانی (م ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۸ء)، محمد عارف "صنعت" (م ۱۲۶۶ھ / ۱۸۴۹ء)، سید نور الدین بخاری (م ۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۲ء)، مرزا اسد اللہ خاں غالب (م ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۹ء)، منشی ہرگوپال تفتہ (آنجہانی م ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۹ء)، نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ (م ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء)، غلام امام شہید (م ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء)، محمد حسن شعری (م ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء)، ایسے نوا سنج ہزار دستان گلستان سخن کی رونق افزائی کا سبب بنے ہوئے تھے۔ یہ سخن گو بلاشبہ نعت کو صنف سخن کے لحاظ سے مکمل طور پر نہ اپنا سکے لیکن ان کا کلام نعت سے کسی طور بھی معریٰ نہیں ہے۔ ان شعرا میں غزل گو، مثنوی نگار اور قصیدہ نگار سبھی ہیں لیکن یہ نعت لکھنے سے غافل نہ رہے۔ ان کے موضوعات میں ندرت اور تنوع ہے۔ اس دور میں پہلی مرتبہ نعت میں غزوات نبوی کا بیان ملتا ہے۔

محمدؐ مخزن اسرار عشق است   محمدؐ مطلع الانوار عشق است
(غلام رکن الدین)

بود نعت او در کلام خدا   رسد هر دم او را سلام خدا
ز انس و ملک بشنوم صبح و شام   علیه الصلوت و علیه السلام
(عظیم الدین ٹھٹھوی)

ای ختم رسل سخت در آزارم من   بی چاره و بی یاور و بی یارم من
غیر از تو شفیع خود نه پندارم من   پس پیش که این روی سیه آرم من
(میر تقی میر)

ذات پاک تو رحمت عالم   نکنم از گناہم شکایت ہا

(محمد اشرف پاندوی)

کجا آید ز من حد ثنایش   کہ خود او را ثنا گوید خدایش

(ضیاء الدین ضیاء ٹھٹھوی)

آن حبیب خدا و ختم رسل   سرور انبیاء و ہادی کل
احمد مصطفیٰ رسول کریم   کہ قمر شد ز میم او بہ دو نیم
الف احمد آیتی ست کہ ذات   بر محمدؐ اسانده الف صلوات

(منشی رائے موہن داس ملکانی)

رحمت عام تو آب زندگی من تشنہ   آرزو مندم از بحر احسان تو ام

(خالد کروی)

راکب بخت و شہسوار براق   رہروی رہ شناس سبع طباق
گرہمی موی من زبان گردد   نعت آن شاہ کی بیان گردد

(ولی محمد خان لغاری)

ظہور کامل ذات و صفات حضرت یزدان   حبیبی، سیدی، محبوب خاص الخاص ربانی
رحیمی، رحمۃ للعالمینی شافع خلقی   کریم اکرم الخلقی، سراپا فیض رحمانی
حق اندر شان تشبیہی، محمد نام خود خواندہ   محمد غیر حق نبود بحکم ذوق عرفانی

(نیاز احمد نیاز بریلوی)

احمدؐ کہ در انبیاست شاہ لولاک   در شان وی است خلقت الافلاک
حق کرد چو بر وی ظہور ثقلین   در کنہ حقیقتش چہ جای ادراک
مدح او لا احصی آمد ہمچو حمد ایزدی   مدح خوان مصطفایم بس خدای مصطفاست

(مائل ٹھٹھوی)

چو آن سلطان عالم بعد آنہا   ندیدہ لائق این کار کس را
خود آمد جلوہ گر بر تخت شاہی   روان شد حکمش از مہ تا بماہی

(حسن بہاری)

صد خضر شود زندہ و صد ہمچو مسیحا   از لذت جان پرور گفتار محمدؐ

خورشید کہ آفاق جہان زو شدہ روشن　　یک ذرہ نوریست ز انوار محمدؐ
(حسن ملتانی)

بادشاہ ظاہر و باطن توی　　حاکم ارض و سما یا مصطفیٰ
آفتاب و مہ شگاف اندر جہان　　مثل تو باشد کجا یا مصطفیٰ
چون تو کردی دعوی پیغمبری　　شد بر آن آہو گوا یا مصطفیٰ
محمدؐ عارف "صنعت"

تسبیح خوان حضرت او نیست گر سپہر　　تسبیح کہکشاں بگلوی فلک چراست
ہر رہ روی کہ راہ رود کی رسد بحق　　شرع نبی مگر بخدا ہست راہ راست
(سید نور الدین بخاری)

ہر کس قسم بدانچہ عزیز است می خورد　　سوگند کردگار بجان محمدؐ است
"غالب" ثنای خواجہ بہ یزداں گذاشتیم　　کان ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است
(اسد اللہ خاں غالب)

محمدؐ آنکہ باشد سربسر نور　　ز مشرق تا بہ مغرب سایہ او دور
شفیع ما، ہمان شافع دل افروز　　نماید آنچہ فردا دانم امروز
(منشی ہرگوپال تفتہ)

سلطان دین، امام رسل، شاہ انبیاء　　کز بندگیش پایہ والا برآورم
شاہا، سپہر بارگہا، بندہ پرورا　　خواہم کہ نام کفر ز دنیا بر آورم
(نواب مصطفےٰ خاں شیفتہ)

از مقدم نور خدا، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، نجم الہدیٰ، خیر الوریٰ، بحر عطا، ابر سخا
کان حیا، کوہ صفا، جان ولا، شان علا، شمع بقا، مہر ضیا، ماہ صفا، شان زمن
(مولانا غلام امام شہید)

توی کہ بہر خودت از جہان گزیدہ خدا　　لباس ناز بقد تو خود بریدہ خدا
شد از نہایت تعظیم مورد قسمش　　بہ کلک صنع چو نقش ترا کشیدہ خدا
(محمد حسن شعری)

بندہ آن خواجہ ایم کز پی جنس بہشت　　معصیت خویش را برگ خریدن دہیم

روحی و قلبی فداک درد تو دل را خوراک　　　در تن زار از غمت جان بدمیدن وہیم

(ضیاء الدین احمدؒ خاں "نیر")

چودھویں صدی ہجری میں سرزمین ایران پر نغزگو شعرا پیدا ہوئے جن میں حکیم صفای اصفہانی (م ھ ء)' غلام حسین مظفر شیرازی (م ھ ء)' محمد کاظم غمگین اصفہانی (م ھ ء)' اسد اللہ صابر ہمدانی (م ھ ء)' نمایاں ہیں۔ ان شعرا کی شاعری کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (۱) ذوقی و عرفانی اور (۲) مذہبی۔ مذہبی شاعری نعت' منقبت اور مرثیہ پر مشتمل ہے۔ ان شعرا کے ہاں نعتیں قصائد کی صورت میں بھی ہیں اور ترکیب بند اور ترجیع بند کی صورت میں بھی۔ نعتیں بالعموم طویل ہیں۔ جن میں "معجزات نبویؐ" شان رسالت اور اسوہ حسنہ بیان کیا گیا ہے۔ صفائی اصفہانی کا اسلوب اپنے معاصرین کے اسلوب سے مختلف ہے۔ وہ سبک خراسانی کا پیرو کار ہے۔ اس کی نعتوں میں خلوص' درد اور سوز و گداز موجود ہے۔ اس میں مضامین کی تکرار نہیں ہے۔ غمگین سبک اصفہانی کا پیروکار ہے۔ چاروں کے کلام سے مثالیں دیکھئے:

سید ای کہ ہست زندہ بدو باب و ام　　　سر تمام نفوس در سر اوست گم
سایہ شبدیز او برسر جبریل سم　　　ہست دم رفرفش سر فلک پیر دم
صبح سعادت دمید ساقی سرمست قم
پشت مگردان ز صبح روی بگردان ز خواب

(صفائی اصفہانی)

نار کفر از نور مرش گشت آب　　　خاک ظلم از یاد قہرش شد غبار
از حرم شد جملہ بتہا سرنگون　　　پایہ اسلام ز و شد استوار
چون گردوں بہر تعظیمش خمید　　　گشت بر گرد سرش پرکار وار

(مظفر شیرازی)

اختری شد عیان کہ خورشیدش　　　روشنی جستہ از مہ پرچم
آنکہ روح القدس ز فیض دمش　　　روح بخشد بعیسی مریم

(غمگین اصفہانی)

سرش زیبندہ تاج نبوت　　　یم جود و سخا کان فتوت
شہ طہ حسب ختم النبیین　　　مہ یٰسین لقب سر منشا دین

(صابر ہمدانی)

اس دور میں برصغیر میں سائنسی ایجادات ہو رہی تھیں' غیر ملکی حکومت عوام الناس کی بہتری کے لئے کام کر رہی تھی لیکن عوام الناس کی بے چینی اپنی جگہ موجود تھی۔ شعرا دیگر اصناف سخن کے ساتھ نعت سے غافل نہ تھے بلکہ نعت تو ان کے

ایمان کا جزو تھی۔ چنانچہ اس دور میں اسے شاعر ہی تسلیم نہیں کیا جاتا تھا' جو نعت نہ کہتا ہو۔ اس طرح یہ دور گذشتہ ادوار کی نسبت نعت گو شعرا سے مالا مال ہوا۔ ان شعرا کے یہاں سائنسی ایجادات کے تنوع کی طرح اصناف سخن میں بھی رنگا رنگی نظر آتی ہے۔ چنانچہ اب نعت' غزل یا قصیدہ کے قالب تک ہی محدود نہ رہی۔ اب قصیدہ گوئی کا دور تولد گیا تھا۔ اس لئے قصیدہ کا قالب تو ختم ہو گیا چنانچہ اب نعت نے اپنے لئے رباعی' مسدس اور مخمس کے قالب تلاش کر لئے۔ دوسرے شعرا کی نعتوں پر تضمینیں بھی کہی جانے لگیں۔ اس دور کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ماضی میں شاعر بارگاہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی شناعت کے لئے گزارش کرتے وقت اپنی آواز کو کافی سے زیادہ مدھم رکھتا تھا لیکن اب اگرچہ ایسی آواز تو مدھم رہی لیکن اس میں گونج پیدا ہو گئی۔ شاعر نے اپنی گذارشات کو آفاقی گذارشات میں تبدیل کر دیا اور یوں ذاتی دکھ اور قومی دکھ کو یکجا کر کے پیش کیا جانے لگا۔ یہ کیفیت آج تک موجود ہے۔ ہم تفصیل میں جانے کی بجائے اس دور کے معروف شعرا کے کلام سے تمام اصناف سخن کے نمونے بلا تبصرہ دینے پر اکتفا کریں گے۔

ای غبار مقدمت در نور کان آفتاب　　ذره کویت دری بر تاج شان آفتاب
گل پای پا به بوس آستان انورت　　مردمک در دیده نور روان آفتاب
شب چراغ خوش شب بزم ترا با نقد جان　　مشتری از مهر باشد کاروان آفتاب

(نواب فیروز الدین (م ۱۹ ویں صدی ہجری) نعت گوئی میں تغزل

میکشد دامن دل شوق طلب سوی حجاز　　یا الهی تو کنی زود مرا هم ممتاز
خوانم این بیت بمدح شه اقلیم ناز　　"بر در فیض تو استاده بصد عجز و نیاز
رومی و طوسی و هندی' یمنی و حلبی"

میر انتظام علی "علی پسر سری" (م ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء) محمد جان قدسی کی نعت پر تضمین

ای رحمت حق صاحب شان لولاک　　از مرکز خاک تا فراز افلاک
معمور ز رحمتت که در مصحف پاک　　آمد صفت ذات تو ما ارسلنک

محمد عبدالرؤف "وحید" (دیوان مطبوعہ ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۸ء) نعتیہ رباعی

الحق که بود ذات تو مشتق ز نور حق　　زان رو نبود سایه ات ای سایه خدا
جای که مادح تو بود خالق جهان　　ما از کجا و مدحت ذات تو از کجا

سردار غلام محمد خاں "طرزی افغان" (م ۱۳۶۹ھ / ۱۸۹۳ء) نعت

"واللیل" گیسوی تو سوگند　　"والشمس" برویت ای دل آرا
"طٰہٰ" به جبین تست طغرا　　منقوش به بازویت "فتحنا"
عالم بعدم نهان چنان بود　　گر نور تو می نه گشت پیدا

(خواجہ مستان شاہ کابلی (م ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء) نعت

از شقاوت بود ہر قطعہ زمین کز مقدش — ہر طرف آمد سعادت ہر تنی شد نیک بخت
رحمت ہر دوجہان آمد خطاب از ایزدش — دوجہان شد پر ز رحمش نیست جای ملخت

سید محمود لطفی قادری شطاری برہانپوری (دیوان مطبوعہ ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء) نعت

ایکہ در ہر دوجہان بعد از خدا برتو توی — انبیا را پیشوا و سرور و افسر توی
عاجزان را دستگیر و گمرہان را رہنما — ای پناہ عاصیان در عرصہ محشر توی

حافظ محمد سعید خاں سعیدی بجنوی (دیوان مطبوعہ ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء) نعت

شہ سریر نبوت شفیع جملہ امم — کہ شاہی دوجہانش ز حق شد ارزانی
ببین کہ مظہر حق است و مصدر لولاک — عیان بادست ز حق راز ہای پنہانی

(نواب غلام محبوب سبحانی م ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء) نعت

آن تاجدار ملک دین، دارای اقلیم یقین — دانای علم اولین، قربان برش روح الامین
عالم شدش زیر نگین چرخش ہمی بوسد زمین — آدم ہمان در ما و طین، او گشتہ میر انجمن

محمد شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء) نعت

اعجاز از خواص لسان محمدؐ است — عین الحیات گم بدہان محمدؐ است
گر نور و گر بدی کہ از آن محمدؐ است — ”حق جلوہ. گر ز طرز بیان محمدؐ است
آری کلام حق بزبان محمد است“

الطاف حسین حالی (م ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء) تضمین بر غالب

صلوۃ خدای گیتی دار — باد در ہر نفس ہزار ہزار
برسولی کہ افضل البشر است — مہربان تر از مادر پدرست

صوفی الہ یار خاں (دیوان مطبوعہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۴ء) نعت

عزیزان گشتہ دور از من ہمہ یاران نفور از من — درین وحشت ترا خوانم اغثنی یا رسول اللہ
گدای آمد ای سلطان بامید کرم نالاں — تہی دامان مگر دانم اغثنی یا رسول اللہ

مولانا احمدؐ رضا خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) نعت

بگیرم دامن آن سید لولاک در محشر — کہ محشر برنتابد حسن بی حجابش را
قضا گیرد، قدر گیرد، ازل گیرد، ابد گیرد — رکابش را، عنانش را، عنانش را، رکابش را

غلام قادر گرامی (م ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء)

در دل مسلم مقام مصطفیٰ ست / آبروی ما ز نام مصطفیٰ ست
طور موجی از غبار خانه اش / کعبه را بیت الحرم کاشانه اش

علامه محمد اقبال (م ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء) مثنوی

نرگس سیراب بکشا یا نبی الله ز خواب / کمترین امتانت بین به احوال خراب
از حریت حلقه در گونه ام بیرون مکش / ز انکه ملجای ندارم درجهان جز این جناب
یا شفیع المذنبین' یا رحمته للعالمین / من سگ کوی تو ام رو از سگ کویت متاب

محمدؐ اسماعیل "روشن" (م ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء) نعت

کهکشاں از خاک راهت سرمه سا / باده از چشم تو' در جام ما
کنت کنزا" را ز اسم تو کلید / هستی تو نقش لولاکی کشید

غلام غوث صمدانی (م ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء) مثنوی

کنی نخل امل را آبیاری یا رسول الله / بباغ زندگی' باد بهاری' یا رسول الله
غم دنیا' غم عقبیٰ' غم الفت' غم هستی / درین غمهای پیهم غمگساری' یا رسول الله

(شیخ محمدؐ ایوب) نعت

خواهم که شوم خاک سرکوی مدینه / دارم نه تمنای دگر' چرخ کهن هیچ

عزیز الدین عطائی (م ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۷ء) نعت

فرستاده او را بروی زمین / که رحمت بود بهر کل عالمین
بشیر و نذیرست بر بندگان / ز سوی خداوند کون و مکان

مرزا شیر احمدؐ خاں (شاه نامه چترال مطبوعه ۱۹۲۶ء) مثنوی

بادشاه هر دو کونی کز لعرک کرده حق / تاج در تارک عطایت یا محمدؐ مصطفیٰ
خلعت لولاک آمد ای شه دنیا و دین / از مزل شد قیامت یا محمدؐ مصطفیٰ

(مرزا غلام حیدر) (دیوان بعنوان دیوان قاضی) نعت

خلق عظیم' خد ترا حلیه جمال / فضل عظیم' قد ترا حله صفا
ابر شفاعت تو بهای بهار خلد / بحر عنایت تو' یم لطف پر عطا

سید منظور احمدؐ مهجور مکان شرقی (م ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۹ء) نعت

یا رسول اللہ گاہی جلوہ فرما در دلم — بہر تو عرش خدا را بارگاہی ساختم
بین چہ کاری کردہ ام ای شاہ خوبان جہان — کفش پایت زینت تاج و کلاہی ساختم

ابو ظفر نازش رضوی (م ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء) نعت

نظر رحم سوی امت عاصی فرما — حال احباب بہر روز بتر می بینم
اف ز محرومی آن گنبد خضرا "انور" — داغ بر سینہ نہم زخم جگر می بینم

(کبیر انور جعفری)

ہر جا کہ بود کفر و ضلال از میان ربود — ہر جا کہ بود شرک و دغل بر کراں نہاد
در یک قدم ز وسعت کونین در گذشت — مسند فراز کنگرہ لامکاں نہاد

صوفی غلام مصطفےٰ تبسم (م ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء)

بگرداب حوادث در فتادم — پناہی یا رسول اللہ پناہی
بدرگاہت رسیدم یا محمدؐ — امید عفو دارم از گناہی

غلام دستگیر قادری (دیوان مطبوعہ ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء)

چودہویں صدی ہجری کے نصف آخر میں، جنگ عظیم دوم کے بعد، دنیا میں سیاسی، سماجی، علمی، معاشرتی اور اقتصادی میدانوں میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ ان تبدیلیوں نے ادبیات کو بھی متاثر کیا۔ ہیئت اور معانی، دونوں لحاظ سے۔ مگر نعت میں محور و مرکز چونکہ ایک ہی ذات گرامی تھی اس لئے اس کے عقیدت و محبت کے پیمانہ ہائے اظہار میں تو تبدیلی آئی لیکن مضمون یکساں رہے مگر طرز ادا نے ان مضامین میں تنوع اور دلچسپی پیدا کر دی۔ چودہویں صدی کے آخری ربع میں اور پندرہویں صدی ہجری ربع اول میں استاد خلیل اللہ خلیلی (م ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء)، سید نصیرالدین "نصیر" گیلانی، سید محمد اکرم شاہ "اکرام" (پ ۶ دسمبر ۱۹۳۲ء) حافظ محمد افضل "فقیر" (پ ۱۰ جون ۱۹۳۶ء)، محمد امین علی نقوی (پ ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء)، محمد صدیق تاثیر (پ ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۱ء) ایسی آوازیں تھیں جنہوں نے نعت کو ایک نئی جہت دی۔ ہیئت اور آہنگ کے لحاظ سے اس میں تجربے کئے۔ خلیلی کے رگ و پے میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سرایت کئے ہوئے ہے۔ خلیلی نعت میں عام موضوعات کے علاوہ انسانی محبت اور اخوت کا بیان بھی کرتے ہیں وہ بارگاہ نبوی میں مسلمانوں کا استغاثہ پیش کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استمداد کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی بخشش کے لئے بھی التجا کرتے ہیں۔ ان کی نعت میں جوش اور تغزل نمایاں ہے۔ ان کے مضامین میں تنوع پایا جاتا ہے۔

سید نصیرالدین "نصیر" گیلانی کی نعت میں جوش و جذبہ کا غلبہ ہے۔ وہ نعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل و شمائل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی معروضات بھی بارگاہ رسالت میں پیش کرتے ہیں۔

خم زلف تست مرا، امان سرکوبی تست، بہار جان — نہ روم بہ طور تجلی، ز درت بہ عظمت نام تو

شدہ غرق ز ورق ناتواں، بہ ہجوم لجہ این و آن   کرم ای نصیر تنگستان کہ "نصیر" خستہ غلام تو

سید محمدؐ اکرم شاہ "اکرام" اور حافظ محمد افضل "فقیر" دونوں حضرات سے راقم الحروف کو شرف تلمذ حاصل ہے۔ دونوں حضرات فارسی زبان و ادبیات کے تبحر عالم ہیں۔ دونوں حضرات شعبہ تدریس سے وابستہ رہے۔ اول الذکر نے اپنی ساری عمر اسی پیشے میں گذار دی لیکن موخر الذکر جلد ہی اس پیشے کو ترک کر کے تصوف کے کوچے میں آ نکلے۔ جناب سید محمد اکرم شاہ "اکرام" کا کوئی نعتیہ مجموعہ منظر عام پر نہیں آیا۔ تاہم ان کا نعتیہ کلام اندرون و بیرون ملک فارسی مجلوں میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ جناب حافظ محمد افضل "فقیر" کا اردو، فارسی اور عربی نعتوں کا مجموعہ "جان جہاں" کے عنوان سے (۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مجموعے میں رباعیات بھی ہیں۔ ان کی نعت سوز و گداز اور حب رسولؐ سے معمور ہے۔ وہ الفاظ اور تراکیب کو اس انداز میں استعمال کرتے ہیں کہ یہ زبان و بیان کو دائمی حسن عطا کر دیتے ہیں۔

تنویر مقامات جمال آیہ یٰسین   تفسیر نہایات کمال آمدہ طٰہٰ
وقت است دگر بارہ نوازی بنگاہی   ماندیم در آفاق گرفتار بلاہا
در جان "فقیر" است تمنائی مدینہ   طوبیٰ لمن اشتاق الیہا فراہا

جدید فارسی گو شعرا میں محمد امین نقوی ایک نیا نام ہے۔ محمد امین نقوی نے اپنے الفاظ و آہنگ، رفعت تخیل اور انداز بیان کی وجہ سے نقادان فن کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے۔ محمد امین نقوی کا نعت گوئی میں ایک مہتم بالشان کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے صنعت غیر منقوط اور صنعت محذوف میں شعر کہے ہیں۔ چنانچہ ان کا اردو نعتیہ کلام "محمدؐ ہی محمدؐ" صنعت غیر منقوط میں ہے اور "حسن محمدؐ" میں حرف "الف" استعمال نہیں ہوا ہے۔ یوں یہ صنعت محذوف کی ایک نادر اور عمدہ مثال ہے کہ اردو، فارسی، عربی یا پنجابی ادب میں اس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔ مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ "عشق محمدؐ" "محمد رسول اللہ" اور "لانبی بعدی" بھی محمد امین نقوی کی تصانیف ہیں۔ "محمد رسول اللہ" عربی نعتیہ مجموعہ ہے اور سارے کا سارا صنعت غیر منقوط میں ہے۔ محمد امین نقوی کا تعلق تصوف سے ہے وہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہیں۔ وہ صرف نعت لکھتے ہیں اور ایک خاص سرشاری اور جذبہ کے تحت لکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کی نعت میں درد و سوز و گداز کی ایک لہر دوڑتی ہوئی صاف دکھائی دیتی ہے۔ عالم دین ہونے کے علاوہ تاریخ اور معاشرت اسلامی پر ان کی نظر بہت وسیع اور گہری ہے۔ وہ اپنے نعتیہ کلام میں خصائل و شمائل پر زور دیتے ہیں۔

منم دیوانہ کوی محمدؐ   فدای چشم و ابروی محمدؐ
زبانم واصف حسن و جمالش   دلم شیدای خوشبو محمدؐ
اسیرم حلقہ زلف سیاہش   فقیرم اسوہ خوی محمدؐ

محمد صدیق تاثیر کا تعلق شیخوپورہ سے ہے۔ تاحال کوئی مجموعہ نعت شائع نہیں ہوا۔ البتہ ان کا فارسی کلام مجلہ "دانش" میں چھپتا رہتا ہے۔ تاثیر صنف نعت کو تمام اصناف سے افضل و برتر جانتے ہیں۔ عشق نبی ان کے لئے سرمایہ حیات ہے۔ نعت، ان کے لئے سکون و طمانیت کا سرچشمہ ہے۔

فضای دو عالم معطر معطر عجب گیسوی مشکبوی محمدؐ
ز ہی آرزو، آرزوی مدینہ خوشا جستجو، جستجوی محمدؐ
چہ باک است "تاثیر" از روز محشر کہ احسان و لطف است خوی محمدؐ

فارسی شعرا میں کوئی شاعر ایسا نظر نہیں آتا، جس نے صرف اور صرف نعت کہی ہو۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ماضی میں نعت "رسما" کہی گئی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں عمید لوکی پہلا شاعر ہے جس کے ہاں نعتوں کی ایک کثیر تعداد ملتی ہے۔ (جبکہ اس کے کہے ہوئے بادشاہوں اور امرا کے قصیدوں کی تعداد نعتوں سے بھی زیادہ ہے)

ایک دوسرا شاعر جس کے مولد و مسکن اور زمانے کی تعیین نہیں ہو سکی، "ملا حسن" ہے۔ اس کا مجموعہ کلام "کلیات ملا حسن" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ اسے کتاب خانہ فاروقیہ، زاہدان چہار راہ رسولی نے شائع کیا ہے۔ کتاب پر سن اشاعت درج نہیں اور نہ کوئی دیباچہ (شاعر یا مرتب کی طرف سے) دیا گیا ہے۔ جس سے شاعر کے بارے میں کچھ پتا چل سکتا۔ اس کلیات میں سوا دو سو سے زیادہ نعتیں ہیں۔ یہ نعتیں طویل ہیں اور رواں بحروں میں ہیں۔ ایک نعت میں سے چند شعر منتخب کر کے ذیل میں دیئے جا رہے ہیں۔ یہ نعت ہمیں احمد جام کی نعت "ای صدر ایوان رسل، ای شمع جمع انبیاء" کی یاد دلاتی ہے۔

الحمد للہ الذی ارسل علینا مصطفےٰ والشکر للہ الذی ہادی ہدانا مصطفےٰ
آن معدن جود و کرم، فخر عرب، میر عجم بدر الدجیٰ، نور حرم، ختم رسل، شمس الضحیٰ
منجی بمحشر آن امین، از ہیبت روز پسین خواہد ز رب العالمین، جرم امم آن پیشوا
آن سید شق القمر، و آن شاہ ما زاغ البصر آن منجی نار سقر، آن تکیہ شاہ و گدا
نامش محمدؐ در زمین دینش شدہ حبل المتین حاجب ورا روح الامین، احمد سما در سما
شد قاب قوسینش مکان، ہم در گہش دارالامان گرد بیانش چاکران، در یتیم بی بہا
او ہست ختم المرسلین، انگشتر دین را نگین ذاتش ز جملہ بہترین، عرش مجیدش متکا

جدید فارسی ادب میں، نعت گوئی کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ چنانچہ کیا ایران اور کیا پاکستان، دونوں ممالک میں نعتیہ ادب تیزی سے وجود میں آ رہا ہے۔ شعرا کی نئی نسل نے اسلامی تحریکوں کے زیر اثر نعت گوئی کی طرف زیادہ توجہ دی ہے اور یہ امر خوش آیند ہے۔

